# مذہب اور سائنس میں تصادم کا تحقیقی جائزہ

## An investigation of contradiction between Religion and Science

**Dr. Muhammad Zulqarnain**
Former Principal, Ghazali School, Wah Cantt
zulqarnain4386@gmail.com
**Dr.Hafiz Rao Farhan Ali**
Lecturer, Department of Islamic Studies, NUML, Islamabad.
farhanrao9526@gmail.com

## ABSTRACT

The conflict between religion and science has been a burning debate since the age of reasoning. This academic work intended to explore the roots and causes of contradiction between religion and science in Western historical perspective. Qualitative and descriptive research approach was employed for the analysis of data. The systematic review of literature revealed that contradiction between religion and science rose due to interpolation and entrance of Greek philosophy into Bible, tyranny of Christianity upon scientists, opposition of scientific research, superstitious mindset and repulsion towards freedom of thought. This antagonistic behavior of church created a deep rift between religion and science which further led towards the separation of state and religion. As an inevitable consequence, the humanity deprived from real peace and moral values despite the marvelous advancement in materialistic life. The research also concluded that the war between religion and science had never been the war between Islam and science but it was the war between interpolated Christianity and science. Islam not only promoted scientific approach but also encouraged to explore the universe and considered it one of the basic characteristics of true believer.

**Key words:** Religion, Science, Contradiction, Religion and science, Islam and science

مذہب اور سائنس کے مابین تصادم کا موضوع موجودہ دور کا ایک اہم مسئلہ ہے۔ علمی حلقوں میں مذہب اور سائنس میں تصادم کے متعلق مختلف نقطہ ہائے نظر پائے جاتے ہیں جس کی بنیادی وجہ موضوع سے متعلق ٹھوس علمی معلومات سے عدم آگہی ہے۔ اس ریسرچ پیپر میں مذہب اور سائنس کے مابین تصادم کی ابتدا، تصادم کے اسباب، اور ان کے نتائج سے بحث کی گئی ہے تاکہ واضح ہو جائے کہ اس تصادم کی نوعیت کیا ہے؟، اسکے اصل محرکات کیا ہے؟ اور اسلام کے ساتھ اسکا کیا تعلق ہے؟

## مذہب اور سائنس میں تصادم کے اسباب

مذہب اور سائنس میں مخالفت کا تصور یہودیت اور عیسائیت کے زیر اثر ممالک میں بھی اسی طرح پھیلا ہوا ہے جیسا کہ اسلامی دنیا میں ہے۔[1] گلیلیو (1564-1642ء) کے نظریہ نظام شمسی سے لے کر ڈارون (1809- 1882ء) کے نظریہ ارتقاء تک، اور نیوٹن (1643- 1727ء) کے قانونِ حرکت سے لے کر آئن سٹائن (1879- 1955ء) کے نظریہ اضافت تک سائنس کے ہر نظریے کے خلاف مذہب کی شدید مخالفت دکھائی دیتی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع آسمانی کے بعد انجیل مقدس کو بنی اسرائیل کے علماء سوء نے اپنی تحریفات سے مسخ کر کے رکھ دیا تھا۔[2]

بائبل میں تحریف کی بدولت دینی نقصان کے ساتھ ساتھ بہت بڑا سائنسی نقصان یہ ہوا کہ یونانی فلسفہ بائبل کا حصہ بن گیا جسے دین عیسوی کے ماننے والے رفتہ رفتہ اپنا مستقل عقیدہ سمجھنے لگ گئے۔ یونانی فلسفہ چونکہ بے شمار اغلاط پر مشتمل تھا اس لیے بائبل میں بھی سائنسی اغلاط شامل ہو۔[3] محمد قطب لکھتے ہیں "یورپ میں مذہب اور سائنس کی چپقلش کا اصل باعث اہل کلیسا کی حماقت تھی جس کی وجہ سے انہوں نے سوچے سمجھے بغیر یونان سے ورثے میں ملنے والے بعض "سائنسی حقائق" کو اپنے مذہب کا جزو بنا کر انہیں تقدس کا رنگ دے دیا تھا۔ ان کے نزدیک ان (نظریات) کا انکار صداقت اور حقیقت کا انکار تھا"۔[4] علامہ مودودی لکھتے ہیں "اگرچہ کائنات کے آثار کا مشاہدہ، ان کے اسرار کی تحقیق، ان کے کُلی قوانین کی دریافت، ان کے مظاہر پر غور و فکر، اور ان کو ترتیب دے کر قیاس و برہان کے ذریعے سے نتائج کا استنباط، کوئی چیز بھی مذہب کی ضد نہیں ہے مگر سوئے اتفاق سے نشاۃِ جدید (Renaissance) کے عہد میں جب یورپ کی نئی علمی تحریک رونما ہوئی، تو اس تحریک کو اُن عیسائی پادریوں سے سابقہ پیش آیا جنہوں نے اپنے مذہبی معتقدات کو قدیم یونانی فلسفہ و حکمت کی بنیادوں پر قائم کر رکھا تھا اور جو یہ

سمجھتے تھے کہ اگر جدید علمی تحقیقات اور فکری اجتہاد سے ان بنیادوں میں ذرا سا بھی تزلزل واقع ہو تو اصل مذہب کی عمارت پیوندِ خاک ہو جائے گی" (5)

چونکہ اہل کلیسا بائبل میں تحریف کو ماننے کے لیے تیار نہ تھے اس لیے ان کی یہ ہٹ دھرمی علم دشمنی کی صورت میں سامنے آئی چنانچہ انھوں نے علم و تعلّم کی ہر طرح کی سرگرمیوں کی شدید مخالفت کی۔ طرابلس میں اس دور کی عظیم ترین لائبریری تھی جس میں کتابوں کی تعداد تیس لاکھ تھی۔ جب صلیبی لشکر طرابلس پہنچا تو اس نے کتب خانہ کو آگ لگادی اور کُل کتابیں جلادیں۔ یوں مسلمانوں کی چھ سو سال کی محنت کو تباہ کر دیا گیا۔ جاہل اور وحشی عیسائی بادشاہوں نے اس زمانہ میں جبکہ اہل علم کا شدید قحط تھا، مسلمانوں کی ساٹھ لاکھ سے زیادہ کتابیں جلادیں۔ باقی کسر تاتاریوں نے پوری کر دی۔ انہوں نے تیرھویں صدی میں بغداد، کوفہ، بصرہ، حلب، دمشق، نیشاپور، خُراسان، خوارزم، اور شیراز کی سینکڑوں لائبریریاں تباہ کر ڈالیں جن کی کتابوں کی مجموعی تعداد تین کروڑ سے زیادہ تھی۔ 1476ء میں زوالِ رومہ کے بعد پاپائیت برسرِ اقتدار آئی اور لوتھر کے خروج 1546ء تک وہ سیاہ و سفید کی مالک رہی۔ پوپ مذہبی ادب کے بغیر تمام انواع علوم کا دشمن تھا۔ (6) انسانی خیال کے پاؤں میں مذہب نے بیڑیاں ڈال دیں۔ آزادیِ خیال کا خاتمہ ہو گیا۔ غرضیکہ انسان کو متنبہ کر دیا گیا کہ ہر شخص صرف انہیں خیالات کو ذہن میں جگہ دے سکتا ہے جس کی اجازت حُکّامِ کلیسا صادر کریں۔ (7)

مذہب اور سائنس میں جس خلیج کی ابتدا اہل کلیسا نے کی تھی، ڈارون کے نظریہ ارتقاء نے اس کو مزید تقویت بخشی۔ ڈارون سے ڈیڑھ صدی پہلے آئزک نیوٹن کے لیے سائنس مذہب سے الگ نہیں تھی۔ بلکہ اس سے بالکل برعکس یہ مذہب کا ایک پہلو تھی اور بالآخر اس کے تابع تھی لیکن ڈارون کے زمانے کی سائنس نے خود کو مذہب سے نہ صرف الگ کر لیا بلکہ اس کی حریف بن گئی۔ اس طرح مذہب اور سائنس کے درمیان ہم آہنگی کی آخری رمق بھی ختم ہو گئی اور وہ دو مخالف سمتوں میں چلنے لگے جس کی وجہ سے انسانیت مجبور ہو گئی کہ وہ دو میں سے کسی ایک کو منتخب کرے۔ (8)

مغربی دنیا میں مذہب اور سائنس کے مابین تفریق کو ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت علمی سطح پر فروغ دینے کے لیے مختلف حربے استعمال کیے گئے چنانچہ کسی سائنسدان کو اپنے شعبے میں ترقی پانے، ایم ڈی یا پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کرنے یا سائنسی مجلے میں اپنے مضامین چھپوانے کے لیے جو شرائط پوری کرنی پڑتی تھیں۔ ان میں ایک شرط یہ تھی کہ وہ نظریہ ارتقاء کو غیر مشروط طور پر قبول کرتا ہو۔ اس لیے بعض سائنسدان ڈارون کے مفروضوں کا

پرچم اٹھانے پر مجبور ہو گئے حالانکہ دلی طور پر وہ ان کو مسترد کرتے تھے۔ تخلیق خداوندی کی نشانیوں کے انکار پر ان کی طبیعت مائل نہیں تھی۔ امریکی مجلہ "سائنٹیفک امریکن" کے ستمبر 1999ء کے شمارے میں ایک مضمون "امریکہ کے سائنس دان اور مذہب" کے عنوان سے شائع ہوا۔ مضمون نگار روڈنی سٹارک (Rodeny Stark) جو یونیورسٹی آف واشنگٹن میں سوشیالوجی پڑھاتے ہیں، سائنسدانوں پر ڈالے جانے والے دباؤ کا انکشاف کرتے ہوئے لکھتے ہیں ہے کہ سائنس سے متعلقہ افراد کی مارکیٹنگ کا سلسلہ 200 سال سے جاری ہے۔ سائنس دان کہلانے کے لیے تمہیں اپنا منہ بند رکھنا اور مذہب کی جکڑ بندیوں سے خود کو آزاد رکھنا ہوگا۔ ریسرچ یونیورسٹیوں میں مذہبی لوگ اپنے منہ بند رکھتے ہیں اور غیر مذہبی لوگ الگ تھلگ رہتے ہیں۔ انہیں خصوصی سلوک کا مستحق گردانا جاتا ہے اور انہیں اعلیٰ مناصب پر پہنچنے کے مواقع دیے جاتے ہیں۔ (9)

## اہل کلیسا کا سائنس اور سائنسدانوں کے ساتھ رویہ

نشاۃِ ثانیہ سے ایک ہزار سال پہلے تک اہل کلیسا کی یورپ پر مطلق حکمرانی تھی۔ عدم رواداری، تعصّب اور توہّم پرستی نے حصولِ علم اور سائنسی مطالعے کو ناممکن بنا دیا تھا۔ آزاد سوچ کی ہر کوشش سے بدگمان کلیسا نے ایسی ہر تعلیم کو ناجائز قرار دے دیا تھا جو براہِ راست عیسائی تعلیمات کے مطابق نہیں تھی۔ (10) موریس بکائیے لکھتے ہیں" ماضی میں چرچ کے حکم کے مطابق سائنسی علوم کا حصول اور اس کی جستجو گناہ قرار پائی تھی۔ پادریوں نے عہد نامہ قدیم سے ایسی شہادتیں حاصل کیں جن میں لکھا تھا کہ وہ ممنوعہ درخت جس سے حضرت آدم علیہ السلام نے پھل کھایا تھا وہ شجرِ علم تھا، اس وجہ سے اللہ تعالیٰ ان سے ناراض ہوا اور اپنی رحمت سے محروم کر دیا"۔ (11) سولھویں صدی میں جب سائنس نے ان غلط نظریات کو تحقیق کی روشنی میں جھٹلایا تو اس وقت کے پادری یہ سمجھے کہ سائنسدان مذہب کو سائنس کے ذریعے رد کر رہے ہیں چنانچہ وہ سائنسدانوں اور سائنسی علوم کے خلاف کفر کے فتوے دینے لگے۔ (12) کٹر مذہبی عیسائیوں کے نزدیک علم ارضیات ایک شیطانی علم تھا۔۔۔انہوں نے ارضیات کے متعلق اعلان کیا کہ یہ قانون کی رو سے جائز تحقیق نہیں ہے۔ اس کو "تاریک فن" اور جہنمی توپ خانے" کے نام دیے گئے اور اس شعبہ علم کے محققوں کو "کافر" اور مقدس تاریخ کو "جھٹلانے والے" قرار دیا۔ (13) جب امینوئل کانٹ نے یہ نظریہ پیش کیا کہ خلاء میں صرف ستارے ہی نہیں بلکہ گیسوں کے بادل بھی ہوتے ہیں تو ساری مذہبی دنیا نے اس "کفر" کے خلاف شور مچا دیا۔ عیسائیوں نے کہا کہ یہ نظریہ مذہبی صحیفوں میں نہیں پایا جاتا، اس لیے ایسے بادلوں کا وجود نہیں ہونا چاہیے۔ (14)

اہل کلیسا کا تشدد پسندانہ رویہ صرف سائنسی علوم کے خلاف نہ تھا بلکہ سائنسدان بھی ان کے ظلم و تعدی کا برابر طور پر شکار ہوئے۔ مذہبی اجارہ داری اور سیاسی اثر و رسوخ کی بدولت سائنسدانوں کے ساتھ ہر قسم کا ظلم روا رکھا گیا۔ چونکہ سائنسدانوں اور فلسفیوں کی اکثر تحقیقات اہل کلیسا میں مروج افکار و نظریات سے ٹکراتی تھیں اور یہ اختلاف اہل کلیسا کے نزدیک ارتداد کے مترادف تھا۔ لہذا کلیسا کا تعذیبی شکنجہ ان سائنسدانوں کے خلاف حرکت میں آ گیا۔ کتنے ہی سائنسدانوں کو ظلم کی قربان گاہ پر چڑھا دیا گیا اور کتنوں کو اپنے "فاسد خیالات" سے رجوع کرنے پر مجبور کیا گیا۔[15] کلیسا کی مخالفت کی بدولت سائنس اور عیسائی مذہب میں شدید جنگ چھڑ گئی جس کی بھینٹ بہت سے دانشور چڑھ گئے۔ بعض سائنسدانوں کو ہولناک سزائیں دی گئیں جبکہ بعض کو زندہ جلا دیا گیا۔[16] علامہ مودودی رقم طراز ہیں "اس غلط تخیل کے زیر اثر انھوں نے نئی علمی تحریک کی مخالفت کی اور اس کے روکنے لیے لیے قوت سے کام لیا۔ مذہبی عدالتیں (Inquisitions) قائم کی گئیں جن میں اس تحریک کے علم برداروں کو سخت وحشیانہ اور ہولناک سزائیں دی گئیں۔[17]

"متعدد سائنسدانوں کو مذہب کے نام پر متعصب ظالمانہ قوانین کے شکنجے میں کستے ہوئے انہیں اپنے سائنسی نظریات واپس لینے پر مجبور کیا گیا۔[18] مذہبی عدالتوں نے ہزاروں لاکھوں افراد کو جادو یا کفر کے الزام میں اذیتیں دے کر موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ سزا یافتہ مجرموں کی ٹانگیں دو گھوڑوں سے باندھ کر زندہ چیر دیا جاتا تھا، ان کی آنتیں باہر نکال دی جاتی تھیں، ستون پر لٹکا کر پھانسی دی جاتی تھی یا زندہ جلا دیا جاتا تھا۔ مرے ہوؤں کو بھی معاف نہیں کیا جاتا تھا۔ ایک اعلی درجے کا پادری (آرچ بشپ) اشر، انجیل مقدس کا مطالعہ کر کے اس نتیجے پر پہنچا کہ دنیا نے اتوار 23 اکتوبر 4004 قبل مسیح کو صبح 9 بجے جنم لیا تھا، لیکن مدتوں پہلے مرے ہوئے سائنس دان وائی کلف نے فوسل اور ارضیات کا مطالعہ کر کے یہ کہا تھا کہ زمین چند کروڑ سال پرانی ہے۔ کلیسا نے مردہ وائی کلف کی یہ گستاخی معاف نہ کی۔ اس کی ہڈیاں قبر سے نکال کر ریزہ ریزہ کی گئیں اور سمندر میں پھینک دی گئیں تاکہ اختلاف اور شک کے جراثیم زمین کو آلودہ نہ کر سکیں۔[19]

"یونان کی ایک لڑکی ہائی پیشیا جو اسکندریہ میں تعلیم پا کر فلسفی اور سائنسدان بن گئی تھی، ایک دن مدرسہ کو جارہی تھی کہ بشپ سائرل کے کارندوں نے سائرل کی تکفیر کی وجہ سے اسے آ گھیرا۔ ان سب نے مل کر بیچ بازار میں اس کے کپڑے نوچ کھسوٹ ڈالے، اسے بالکل برہنہ کر دیا اور پھر کھینچتے گھسیٹتے ہوئے ایک گرجا میں لے گئے جہاں عصائے پطرس کی متواتر ضربوں سے اس کا سر توڑا گیا۔ اسکی لاش کے ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے۔ گوشت پوست کو چھیلا

گیا اور ہڈیاں آگ میں جھونک دی گئیں۔ اس خوفناک جرم کے متعلق سایرل سے جواب تک نہ طلب کیا گیا۔[20] گلیلیو کے متعلق پوپ نے جب سنا کہ اس نے کاپرنیکی 1543ء کے نظام شمس کی تائید کی ہے تو اس کی مذہبی عدالت کے آگے پیش کیا وہاں اس نے ڈر سے توبہ کر لی لیکن 1632ء میں جب اس نے اپنی کتاب نظام عالم تصنیف کی تو پوپ نے اس کو جیل میں پھینک دیا وہ دس سال انتہائی تکلیف اٹھانے کے بعد 1642ء میں فوت ہوا۔ اٹلی کا مشہور فلسفی برونو کو جو فلسفہ ابن رشد کا پیرو تھا، عیسائی مذہبی عدالت نے اس کو زندہ جلا دیا۔ دو اور علماء، دیتی اور ہیر وئس کو کلیسا نے زندہ جلا دیا۔ دان دی ڈانیس سائنسدان کو کلیسا نے جیل میں ڈال دیا وہ وہیں فوت ہو گیا۔ بعد از مرگ اسکی لاش کو اسکی تصانیف کے انبار پر رکھ کر جلا دیا گیا۔[21] اہل کلیسا کے عتاب سے انسان تو انسان، جانور بھی محفوظ نہ رہ سکے چنانچہ ایک گھوڑے پر، جسے اس کے مالک نے بہت سے عجیب عجیب کرتب سکھا رکھے تھے 1601ء میں بمقام لزین مقدمہ چلایا گیا اور اس جرم کی پاداش میں کہ اس پر بھوت سوار ہے بیچارے بے زبان جانور کو آگ میں جلا دیا گیا۔ اسکے بعد بھی ایک عرصہ تک سینکڑوں عورتیں اس الزام میں زندہ جلائی جاتی رہیں کہ وہ چڑیلیں ہیں۔[22]

چونکہ سائنسدانوں کی تحریک ایک حقیقی بیداری کا نتیجہ تھی، اس لیے اہل کلیسا کی ان ظالمانہ کاروائیوں کے باوجود سائنس کا کارواں مسلسل آگے ہی بڑھتا چلا گیا اور جب سائنس کے غلبے کا دور آیا تو سائنسدانوں نے ردّ عمل کے طور پر مذہب (عیسائیت) کے خلاف مہم چلائی جس کے تحت بڑی تعداد میں عیسائیت کے خلاف کتابیں اور مضامین شائع کیے گئے۔ باقاعدہ طور پر علمی معرکے بپا ہوئے اور بالآخر سائنس نے بائبل میں تحریف کی وجہ سے ہونے والی اغلاط کی بدولت کلیسا اور اہل کلیسا پر برتری حاصل کر لی۔ چند سال قبل پوپ آف روم نے بعض اہل کلیسا کی طرف سے دیے گیے آسمانی کائنات کے متعلق غیر سائنسی اور جاہلانہ فتاوی کو منسوخ کرنے کا حکم دیا ہے۔[23]

## مذہب اور سائنس میں تصادم کے نتائج و اثرات

"ابتدا میں لڑائی حریتِ فکر کے عَلم برداروں اور کلیسا کے درمیان تھی مگر چونکہ کلیسا مذہب کے نام پر آزاد خیالوں سے جنگ کر رہا تھا، اس لیے بہت جلد اس لڑائی نے مسیحی مذہب اور آزاد خیالی کے درمیان جنگ کی صورت اختیار کر لی۔ بعد کے ادوار میں یہ انتہاء پسندی اس حد تک پہنچی کہ اس کے بعد نفس مذہب (خواہ وہ کوئی مذہب ہو) اس تحریک کا مدّ مقابل قرار دیا گیا۔[24] عیسائیت کی شکست اور سائنس کی فتح کے بعد اگرچہ یہ جنگ اب ختم ہو چکی ہے لیکن جدید ذہن اب بھی اسلام سمیت دیگر تمام ادیان کو عیسائیت ہی کے پردے میں دیکھ رہا ہے اور انہیں بھی سائنسی تحقیقات پر پہرے بٹھانے والے اور باطل ادیان سمجھ رہا ہے حالانکہ حقیقت بالکل اس کے برعکس

ہے۔ مذہب اور سائنس میں مغایرت کی بحث کبھی بھی اسلام کی بحث نہ تھی بلکہ یہ عیسائیت کے مسخ شدہ مذہب اور سائنس کی جنگ تھی۔ (25) اس جنگ کا ایک اور بڑا نقصان یہ ہوا کہ سائنٹفک طریقے سے سوچنے کے معنی یہ قرار پائے کہ یہ طریقِ فکر مذہبی طریقِ فکر کی عین ضد ہے۔ جو شخص سائنٹفک طریق سے کائنات کے مسائل پر غور کرے اس پر لازم ہے کہ مذہبی نظریے سے ہٹ کر اپنی راہ نکالے۔ (26)

مذہبی نقصان کے ساتھ ساتھ اہل کلیسا کی سائنسی مخالفت انسانیت کے اخلاقی انحطاط کا بھی سبب بنی۔ مسیحیت کے نام پر علمی اور سائنسی تحقیق کے جرم میں ہزاروں افراد کو موت کے گھاٹ اتارا گیا جس سے دین و دنیا کی تفریق کے عقیدہ کی جڑیں زیادہ مضبوط ہوئیں اور اس تفریق کی بدولت عیسائیت مسیحی ہدایات سے محروم ہو کر مادی علوم اور الحادی نظریات پر اپنی زندگی استوار کرنے لگی جس کی وجہ سے وہ مادی ترقی کے باوجود اصلی انسانیت سے محروم ہو کر صرف غلامِ شہوت و غضب بن کر رہ گئے اور ان کے اخلاقی انحطاط نے پوری دنیا کو جہنم کدہ بنا دیا۔ (27)

مذہب اور سائنس کی کشمکش کا جو بیج اہل کلیسا نے بویا تھا وہ آہستہ آہستہ تنا آور درخت کی صورت اختیار کر گیا۔ اہل کلیسا کو بری طرح سے شکست کا سامنا کرنا پڑا اور سائنس کے علَم برداروں کو فتح نصیب ہوئی۔ چونکہ ابھی مذہب اور سائنس میں تصادم کی ابتدا کو زیادہ زمانہ نہیں گزرا تھا اس لیے 17 ویں صدی، جسے ہم "سائنسی انقلاب کا زمانہ" کہتے ہیں، میں خدا پر ایمان رکھنے والے سائنس دانوں کی بہت بڑی تعداد موجود تھی۔۔۔ نیوٹن، کیپلر، کوپر نیکس، بیکن، گلیلیو، پاسکل، بوائک، پالے اور کوویئر اسی قبیل کے سائنس دانوں میں سے تھے۔ (28) یہ رجحان اٹھارویں صدی تک بر قرار رہا۔ سائنس دان برادری کا اس ابتدائی راستے سے انحراف 19 ویں صدی کے مغربی کلچر کے مادہ پرستانہ فلسفے کے غلبے کا نتیجہ تھا۔ یہ صورت حال بعض سماجی اور سیاسی عوامل کی وجہ سے پیدا ہوئی جس کا بہت بڑا سبب ڈارون کا نظریہ ارتقاء تھا۔ (29)

مغربی فلسفہ اور مغربی سائنس دانوں نے جب سفر شروع کیا تھا تو اگرچہ ان کا رخ خدا پرستی کے بالکل مخالف سمت میں تھا، تاہم چونکہ وہ مذہبی ماحول میں گھرے ہوئے تھے اس لیے وہ ابتداء نیچریت (Naturalism) کو خدا پرستی کے ساتھ ساتھ نباہتے رہے، مگر جوں جوں وہ اپنے سفر میں آگے بڑھتے گئے، نیچریت خدا پرستی پر غالب آتی چلی گئی، حتی کہ خدا کا تخیل اور خدا کے ساتھ ہر اس چیز کا تخیل جو عالم طبیعت سے بالاتر ہو، ان سے بالکل غائب ہو گیا اور وہ اس انتہاء پر پہنچ گئے کہ مادہ و حرکت کے سوا کوئی شے ان کے نزدیک حقیقی نہ رہی، سائنس نیچریت کا ہم معنی

قرار پا گیا اور اہل حکمت و فلسفہ کا ایمان اس نظریے پر قائم ہو گیا کہ ہر چیز جو ناپی اور تولی نہیں جا سکتی اس کی کوئی حقیقت ہی نہیں ہے۔

سترھویں صدی کے فلسفے میں خدا پرستی اور نیچریت دونوں ساتھ ساتھ چل رہی تھیں۔ اسی طرح سائنس نے بھی سترھویں صدی تک کامل الحاد کا رنگ اختیار نہیں کیا تھا۔ کوپرنیکس (Copernicus)، کیپلر (Kepler)، گیلیلیو (Galileo)، نیوٹن (Newton)، اور سائنس کے دوسرے علم برداروں میں سے کوئی بھی خدا کا منکر نہ تھا، مگر یہ کائنات کے اسرار کی جستجو میں الٰہی نظریے سے قطع نظر کر کے ان قوتوں کو تلاش کرنا چاہتے تھے جو اس نظام کو چلا رہی تھیں اور ان قوانین کو معلوم کرنے کے خواہش مند تھے جن کے تحت یہ نظام چل رہا تھا۔ یہ الٰہی نقطہ نظر سے قطع نظر کرنا ہی در اصل اس دہریت اور نیچریت کا تخم تھا جو بعد میں حریتِ فکر کے درخت سے پیدا ہوئی، لیکن سترھویں صدی کے حکماء کو اس کا شعور نہ تھا۔ وہ نیچریت اور خدا پرستی میں کوئی خطِ امتیاز نہ کھینچ سکے اور یہی سمجھتے رہے کہ یہ دونوں ایک ساتھ نبھ سکتی ہیں۔

اٹھارویں صدی میں یہ حقیقت نمایاں ہو گئی کہ جو طریق فکر خدا کی ہستی کو نظر انداز کر کے نظام کائنات کی جستجو کرے گا، وہ مادیت، بے دینی اور الحاد تک پہنچے بغیر نہ رہ سکے گا۔ اس صدی میں جان ٹولینڈ (John Toland)، ڈیوڈ ہارٹلے (David Hartley)، جوزف پریسٹلے (Josoph Priestley)، والٹیر (Voltaire)، میٹری (La Mettrie)، ہول باخ (Holbach)، کیبانیس (Cabanis)، ڈینس ڈائیڈیرو (Denis Diderot)، مانٹسیکو (Montisque)، روسو (Rosseau) اور ایسے ہی دوسرے آزاد خیال فلاسفر و حکماء پیدا ہوئے جنہوں نے یا تو علانیہ خدا کے وجود سے انکار کیا، یا اگر بعض نے اسے تسلیم کیا بھی تو اسکی حیثیت ایک دستوری فرماں روا (Constitutional Monarch) سے زیادہ نہ سمجھی جو نظامِ کائنات کو ایک مرتبہ حرکت میں لے آنے کے بعد گوشہ نشین ہو گیا ہے اور اب اس نظام کے چلانے میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ یہ لوگ عالم طبیعت اور دنیائے مادہ و حرکت کے باہر کسی چیز کے وجود کو ماننے کے لیے تیار نہ تھے اور ان کے نزدیک حقیقت صرف انہی چیزوں کی تھی جو ہمارے مشاہدے و تجربے میں آتی ہیں۔

انیسویں صدی میں مادیت اپنے کمال کو پہنچ گئی' فوگت (Vogt)' بوخنر (Buchner)، سولبے (Czolbe)، کومت (Comte)، مولشات (Moleschotte) اور دوسرے حکماء و فلاسفہ نے مادہ اور اسکے خواص کے سوا ہر شے کے وجود کو باطل قرار دیا۔ مل (Mill) نے فلسفے میں تجربیت اور اخلاق میں افادیت

(Utilitarianism) کو فروغ دیا۔ اسپنسر (Spencer) نے فلسفیانہ ارتقائیت اور نظام کائنات کے خود بخود پیدا ہونے اور زندگی کے آپ سے آپ رونما ہو جانے کا نظریہ پوری قوت کے ساتھ پیش کیا۔ ڈارون کے نظریہ ارتقاء نے اس نیچریت اور مادیت کو استحکام بخشنے اور ایک مدلّل اور منظم علمی نظریے کی حیثیت دینے میں سب سے بڑھ کر حصہ لیا۔ اسکی کتاب اصل الانواع (Origin of Species) جو 1859ء میں پہلی مرتبہ شائع ہوئی، سائنس کی دنیا میں ایک انقلاب برپا کرنے والی کتاب سمجھی جاتی ہے۔ اس نے ایک ایسے طریق استدلال سے جو انیسویں صدی کے سائنٹیفک دماغوں کے نزدیک استدلال کا محکم ترین طریقہ تھا، اس نظریے پر مُہر تصدیق ثبت کر دی کہ کائنات کا کاروبار خدا کے بغیر چل سکتا ہے۔ آثار و مظاہرِ فطرت کے لیے خود فطرت کے قوانین کے سوا کسی اور علت کی حاجت نہیں۔ زندگی کے ادنیٰ مراتب سے لے کر اعلیٰ مراتب تک موجودات کا ارتقاء ایک ایسی فطرت کے تدریجی عمل کا نتیجہ ہے جو عقل و حکمت کے جوہر سے عاری ہے۔ انسان اور دوسری انواع حیوانی کو پیدا کرنے والا کوئی صانع اور حکیم نہیں ہے بلکہ وہی ایک جان دار مشین جو کبھی کیڑے کی شکل میں رینگا کرتی تھی 'تنازع للبقا'، بقائے اصلح اور انتخابِ طبیعی کے نتیجے کے طور پر ذی شعور اور ناطق انسان کی شکل میں نمودار ہو گئی۔ (30)

یوں عہد بہ عہد مذہب اور سائنس میں تفریق بڑھتی ہی چلی گئی اور مغرب میں بالخصوص جبکہ باقی ممالک میں بالعموم علمی حلقوں میں یہ تصور قائم کر لیا گیا کہ سائنس کی ترقی میں سب سے بڑی رکاوٹ مذہبی عقائد و نظریات ہیں لہٰذا سائنسی ترقی کے لیے مذہبی نظریات سے کنارہ کش ہونا ناگزیر ہے۔ اس نظریے کا یہ نتیجہ نکلا کہ انسانیت مادی ترقی کی انتہاء تک تو پہنچ گئی لیکن کسی واضح اور اعلیٰ مقصد حیات کا تعین نہ کر سکی۔

(1) طارق اقبال چوہدری، سائنس قرآن کے حضور میں،(لاہور: نشریات،2007ء)، 29۔

(2) پیر کرم شاہ الازھری، ضیاء النبی، (لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز،1999ء)،1/30۔

(3) ڈاکٹر محمد طاہر القادری، اسلام اور جدید سائنس،(لاہور: منہاج القرآن پرنٹرز،2001ء)،67۔

(4) محمد قطب، شبہات حول الاسلام (ترجمہ: اسلام اور جدید ذہن کے شبہات)، مترجم: محمد سلیم کیانی،(لاہور: البدر پبلی کیشنز، 2013ء) 11۔

(5) مولانا ابو الاعلیٰ مودودی، تنقیحات،(لاہور: نوید حفیظ پرنٹرز،2013ء)،10۔

(6) مولانا شمس الحق افغانی، سائنس اور اسلام،(لاہور: مکتبۃ الحسن،1985ء)،17۔

(7) ڈاکٹر جان ولیم ڈریپر، معرکہ مذہب وسائنس، مترجم مولانا ظفر علی خان،(لاہور: الفیصل ناشران وتاجران کتب،2004)،153۔

(8) طارق اقبال سوہدری، سائنس قرآن کے حضور میں، ص: 35۔

(9) ایضا، ص:36۔

(10) پرویز امیر علی ہودبھائی، مسلمان اور سائنس،(لاہور: مشعل بکس، نیو گارڈن ٹاؤن،2002)، 44۔

(11) طارق اقبال سوہدری، سائنس قرآن کے حضور میں، ص: 29۔

(12) ڈاکٹر طاہر القادری، اسلام اور جدید سائنس، ص: 67۔

(13) پرویز امیر علی ہودبھائی، مسلمان اور سائنس، ص: 48۔

(14) ایضا، ص: 50۔

(15) پروفیسر سید محمد سلیم، مغربی فلسفہ تعلیم: ایک تنقیدی مطالعہ،(کراچی: زوار اکیڈمی پبلی کیشنز، ناظم آباد،1981ء)، ص 30۔

(16) سپانوی رہنما سروٹ کو پروٹسٹنٹ رہنما جان کال ون کے حکم سے زندہ آگ میں ڈال دیا گیا۔ اطالوی فلسفی اور سائنسدان برونو (1548-1600ء) کو کیمو فری واقع روم میں 12 فروری 1600ء کو زندہ جلا دیا گیا۔ اطالوی ماہر فلکیات گلیلیو (1564-1642ء) کو قید خانے میں بند رکھا گیا جہاں وہ توبہ نامے کا ورد کرتا رہا۔ روس کی ملکہ کیتھرائن (1762-1796ء) نے کاشت کاروں کی زبوں حالی پر ایک کتاب لکھنے پر اسکندر ریڈ شیف (Alexander Red Schiev) کو سائبیریا کے برفستانوں میں جلاوطن کر دیا۔ ایکویڈور، وسطی امریکہ میں ڈاکٹر اسپیجو (Dr. Espego) کو "اعلان حقوق انسانی"(Declaration of Human Rights) دوبارہ شائع کرنے پر ہسپانوی حکمرانوں نے عذاب دے کر ہلاک کر دیا۔ بابیہ (Babia) ارجنٹائن میں پرتگالی حکمرانوں نے چار ریڈیکل سیاست دانوں کو جمہوری مساوات کا مطالبہ کرنے پر قتل کرا دیا تھا۔(مغربی فلسفہ تعلیم: ایک تنقیدی مطالعہ، ص۔30، 35)۔

(17) مولانا ابو الاعلیٰ مودودی، تنقیحات، ص: 11۔

(18) ڈاکٹر طاہر القادری، اسلام اور جدید سائنس، ص: 67۔68۔

(19) پرویز امیر علی ہودبھائی، مسلمان اور سائنس، ص:44۔

[20] ڈاکٹر جان ولیم ڈریپر، معرکہ مذہب وسائنس، مترجم: مولانا ظفر علی خان، ص : 152۔

[21] شمس الحق افغانی، سائنس اور اسلام، ص: 17۔

[22] ڈاکٹر جان ولیم ڈریپر، معرکہ مذہب وسائنس، ص:433۔

[23] ڈاکٹر طاہر القادری، اسلام اور جدید سائنس، ص:68۔

[24] مولانا ابو الاعلیٰ مودودی، تنقیحات، ص: 11۔

[25] ڈاکٹر طاہر القادری، اسلام اور جدید سائنس، ص:68۔

[26] مولانا ابو الاعلیٰ مودودی، تنقیحات، ص: 11۔

[27] مولانا شمس الحق افغانی، سائنس اور اسلام، ص:23۔

[28] طارق اقبال سوہدری، سائنس قرآن کے حضور میں، ص:33۔

[29] ایضا، ص: 35۔

[30] مولانا ابو الاعلیٰ مودودی، تنقیحات، ص:12۔15۔